مصاحف کا یہی طریقہ رائج رہا (یعنی حرکات بذریعہ رنگ دار نقاط اور حرفوں کے نقطے مقابلتاً ان سے ذرا چھوٹے مگر کتابت متن والی سیاہی سے لکھنا)۔ تاہم یہ دو دو قسم کے نقطے لکھنے اور پڑھنے والے، ہر دو کے لئے صعوبت اور التباس کا سبب بنتے تھے۔ اس لئے آہستہ آہستہ اعجام کے نقطے محض قلم کے قط کے برابر ہلکی ترچھی لکیروں کی صورت میں ظاہر کئے جانے لگے۔[۳۶] البتہ جب عربی خط میں تحسین و جمال کے پہلو ظاہر ہوئے اور مختلف حسین و جمیل اقلام (اقسامِ خط) ایجاد ہوئے تو نقطِ اعجام کے لئے بھی، تحریر کے حسن و جمال اور حروف کے ہندسی تناسب کو ملحوظ رکھتے ہوئے، مناسب قط اور نقاط کی وضع اور شکل کے لئے بھی خوشخطی کے قواعد مقرر کر لئے گئے۔

۱۷۔ دریں اثناء ابو الاسود اور یحییٰ و نصر کے تلامذہ اور متبعین نے اس طریقے (نقط الاعراب) کو وسعت دیتے ہوئے کچھ مزید علامات وضع کیں (اگرچہ ان واضعین کے نام تاریخ نے محفوظ نہیں رکھے) مثلاً "سکون" کے لئے چھوٹی سی افقی (سرخ) لکیر باریک قلم سے حرف کے اوپر یا نیچے مگر اس سے الگ لگانے لگے۔[۳۷] اسی طرح "تشدید" کے لئے حرف کے اوپر قوس کی افقی شکل (ں) کا نشان اختیار کیا گیا جس کے دونوں سرے اوپر اٹھے ہوتے تھے۔ حرف منوّن پر فتحہ (زبر) کی صورت میں سرخ نقطہ اس قوس کے اندر (ں)۔ کسرہ (زیر) کے لئے نیچے (ٮ) اور ضمہ (پیش) کے لئے یہ نقطہ قوس کے دائیں سرے کے اوپر لگاتے (ں)۔ پھر کچھ عرصہ بعد علامت تشدید والی قوس (ں) پر حرف منوّن کی حرکت کے لئے نقطہ لگانا ترک کر دیا گیا اور اس کی بجائے مشدد مفتوح حرف کی صورت میں "قوس تشدید" حرف کے اوپر (ں) اور مکسور مشدد کے لئے حرف کے نیچے الٹی قوس (⌒) اور مشدد مضموم کے اوپر اوندھی شکل کی قوس (⌓) بنانے لگے۔[۳۸] اس کے بعد علامت تشدید کے طور پر صرف دال مقلوبہ (ے) بھی استعمال ہونے لگی۔[۳۹]

۱۸۔ ابو الاسود ہی کے طریق نقط کے تتبع میں "همزة الوصل" کے لئے زرد رنگ کا نقطہ اور "همزة القطع" کے لئے سرخ رنگ کا نقطہ اور بعض دفعہ همزة الوصل کے لئے سبز رنگ کا نقطہ اور همزة القطع کے لئے زرد رنگ استعمال ہوتا تھا۔[۴۰] ان علامات کے استعمال میں

بعض علاقائی ممیّزات بھی ہوتے تھے' مثلاً عراق اور شام میں ہمزہ کے لئے سرخ نقطہ (حرکات کی طرح) رائج تھا جب کہ مدینہ منورہ' بصرہ اور بلاد مغرب میں ہمزہ کیلئے زرد رنگ کے نقطہ کا رواج تھا۔ اس فرق کی وجہ سے آج بھی ہم کسی قدیم مصحف کے علاقۂ کتابت یا زمانۂ کتابت کے بارے میں فیصلہ کرسکتے ہیں۔ (۴۱)

۱۹۔ اسی طرح تجویدی ضرورتوں کے مطابق اخفاء' اظہار' ادغام' اقلاب' کتابت ہمزہ کی مختلف صورتوں' ہمزہ اور الف یا دو "واؤ" یا دو "یا" کے اجتماع' زائد حرف کی شناخت اور "لا" میں لام اور الف کی تعیین وغیرہ جیسے امور کیلئے علامات اور انکے استعمال کے تفصیلی قواعد وجود میں آئے۔ حتیٰ کہ یہ نظامِ نقط قرآن کریم کی تمام تجویدی اور صوتی ضروریات کیلئے خود مکتفی ہوگیا اور اس کو ایک مخصوص فن بنا دیا گیا' جس کی تفصیلات پر مستقل کتابیں لکھی گئیں' جن کا ذکر ہم ابھی آگے چل کر کریں گے۔ یہ بات یاد رہے کہ ابوالاسود یا ان کے متبعین کی وضع کردہ علاماتِ ضبط ہمیشہ متن کی سیاہی سے مختلف رنگ (عموماً سرخ) میں لکھی جاتی تھیں۔ نیز یہ نظامِ نقط زیادہ تر صرف کتابت مصاحف میں استعمال ہوتا تھا(۴۲) اور الدانی کی بعض تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بالعموم کاتب متن ایک شخص ہوتا تھا اور ناقط دوسرا شخص ہوتا تھا۔ اگرچہ بعض دفعہ کاتب اور ناقط ایک ہی شخص بھی ہوتا تھا۔(۴۳) اب بھی دنیا میں اس طریق نقط و شکل کے مطابق لکھے ہوئے مصاحف کی خاصی تعداد مختلف جگہوں پر محفوظ ہے اور اگرچہ اصل تک تو بہت کم آدمیوں کی رسائی ہو سکتی ہے تاہم عصر حاضر کی طباعتی سہولتوں کی بنا پر اس قسم کے مصاحف سے رنگ دار نمونے مطبوعہ شکل میں مختلف کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں اور ان کے ذریعے نقط حرکات اور نقط اعجام کے قواعد کی عملی تطبیقات کو سمجھا جاسکتا ہے۔ (۴۴)

۲۰۔ نقاط کی مشابہت سے پیدا ہونے والے التباس کے امکان کو کم کرنے کے لئے اور کتابت میں بیک وقت متعدد سیاہیوں کے استعمال کی صعوبت سے بچنے کے لئے ایک اور اصلاح کی ضرورت محسوس ہونے لگی (۴۵) مشہور نحوی اور واضع علم العروض الخلیل بن احمد الفراہیدی (م ۱۷۰ھ) نے وقت کی اس ضرورت کو نئی علامات ضبط ایجاد کرکے پورا کیا (۴۶) اور یہی وہ علامات ضبط ہیں جو کم و بیش آج بھی ہر جگہ نہ صرف کتابت مصاحف میں

بلکہ کسی بھی مشکول عربی عبارت کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔

۲۱۔ الخلیل نے نقط اعجام کو متن کی سیاہی سے لکھنا اسی طرح برقرار رکھا بلکہ اس نے حرفوں کے نقطوں کی تعداد اور ان کی جگہ کے تعین کے اسباب و علل بھی بیان کئے (۴۷) البتہ اس نے الشکل بالنقاط کی بجائے الشکل بالحرکات کا طریقہ ایجاد کیا۔ یعنی فتحہ (زبر) کیلئے حرف کے اوپر ایک ترچھی لکیر (ـَــ) کسرہ (زیر) کیلئے حرف کے نیچے ایک ترچھی لکیر (ـِــ) اور ضمہ (پیش) کے لئے حرف کے اوپر ایک مخفف سی واؤ کی شکل (ـُـ) لگانا تجویز کیا اور تنوین کیلئے ایک کی بجائے دو دو حرکات (ـً ـٍ ـٌ) مقرر کیں۔

☆ ان حرکاتِ ثلاثہ کے علاوہ الخلیل نے پانچ نئی علاماتِ ضبط ایجاد کیں یا ان کے لئے (حرکاتِ ثلاثہ کی طرح) ایک نئی صورت وضع کی۔ الخلیل کی علامات دراصل حرکت کی صوتی مناسبت سے کسی باریک سے حرف یا علامت کے نام یا اس کے کسی حصے کی مخفف شکل تھیں۔ گویا ہر علامت ضبط اپنے مدلول پر دلالت کرتی تھی (ابوالاسود والے طریقے میں دال اور مدلول میں ایسی کوئی مناسبت نہیں تھی) مثلاً الخلیل نے فتحہ کے لئے "الف صغیرہ مبطوحہ" (چھوٹا سا ترچھا الف)، کسرہ کے لئے "یاء کا مخفف سرا" (ـــ) اور ضمہ کے لئے "واؤ کی مخفف صورت" اختیار کی (۴۸) اسی طرح اس نے سکون کے لئے حرف ساکن کے اوپر "ہ" یا "د" کی علامت وضع کی جو لفظ "جزم" کے ج یا م کے سرے کا مخفف نشان ہے۔ شدہ یا تشدید کیلئے اس نے حرفِ مشدد کے اوپر "س" لگانا تجویز کیا جو "ش" کے سرے سے ماخوذ ہے۔ مدہ یا تمدید کے لئے حرف ممدود کے اوپر "ـــہ" کی علامت اختیار کی جو دراصل خود لفظ "مد" ہی کی دوسری یا مخفف شکل ہے۔ اسی طرح "ہمزۃ الوصل" کے لئے الف کے اوپر "صـ" یعنی "صلہ" کے "ص" کی ایک صورت اور ہمزۃ القطع کیلئے "ء" کی علامت وضع کی جو حرف عین (ع) کے سرے سے ماخوذ ہے (۴۹)۔ کہتے ہیں کہ الخلیل نے "روم" اور "اشمام" کے لئے بھی علامات وضع کی تھیں (۵۰)۔

۲۲۔ الخلیل کی ایجاد کردہ علامات کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس میں کتابت کے لئے دو سیاہیاں استعمال کرنا لازمی نہ تھا بلکہ متن (قرآن) اور علامات ضبط سب ایک ہی

سیاہی سے لکھے جانے لگے۔ اس سے کتابت میں صعوبت اور قراءت میں التباس کے امکانات کم تر ہو گئے' اس لئے یہ طریقہ بہت جلد مقبول ہو گیا۔ آج کل دنیا بھر میں کتابت مصاحف کے لئے علاماتِ ضبط کا یہی طریقہ رائج ہے۔ البتہ ضرورتاً ـــــ اور بعض جگہ رواجاً ـــــ اس میں مزید اصلاحات اور ترمیمات کا عمل جاری رہا۔ مثلاً افریقی ممالک کے مصاحف میں اور برصغیر یا وسط ایشیا کے خط بہار میں لکھے ہوئے مصاحف میں یہ حرکات ترچھی ڈالنے کی بجائے بالکل افقی ڈالی جاتی ہیں۔ چین میں تشدید "ّ" کی بجائے "س" کے سرے کے دو دندانے لکھ کر آخر میں ذرا کھینچ دیتے ہیں "ٮد" اسی طرح ضمہ کی شکلیں بھی بعض ممالک میں مختلف ہوتی ہیں [مثلاً ۶ ۹ ۮ ۵ ـہ وغیرہ]۔ مگر یہ سب الخلیل ہی کے طریقے کا تتبع یا تنوع ہے۔ الخلیل کی وضع کردہ علاماتِ ضبط' کتابت مصاحف میں علاماتِ ضبط کی اصلاح یا تکمیل کی تیسری کوشش تھی جو ایک بڑے سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔[(۵۱)]

(جاری ہے)

حواشی

۱۷۔ مختلف روایات کے حوالوں کے لئے دیکھئے غانم ص ۱۹۱-۴۹۱ اور ابو الاسود کی شخصیت کے تعارف کے مصادر کے لئے اسی (غانم) کا ص ۹۸-۴۹۷ (حواشی نمبر ۳۳ تا ۴۱) نیز الاعلام جلد سوم ص ۳۴۰۔

۲۰۔ حوالہ مذکورہ بالا نیز قصہ ص ۵۲' غانم ص ۵۰۱ بعد اور المحکم ص ۴ بعد۔

۲۱۔ الکردی ص ۸۵' المحکم (مقدمۂ محقق) ص ۲۹-۲۸

۲۲۔ اس موضوع پر مفصل اور دلچسپ بحث کے لئے دیکھئے غانم ص ۱۶-۵۰۹

۲۳۔ المقنع ص ۱۲۵

۲۴۔ ایک مدت تک بعض اہل علم قرآن کے ہر ایک حرف پر علامت ضبط لگانے کے مخالف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ علامت ضبط صرف التباس سے بچنے کے لئے لگانی چاہئے۔ دیکھئے المصاحف ص ۱۴۴ نیز اس موضوع پر ذرا تفصیلی بحث کے لئے دیکھئے غانم ص ۵۲۴ بعد۔

۲۵۔ الکردی ص ۸۷' الجبوری ص ۱۵۳

۲۶۔ المنجد ص ۱۲۷

۲۷۔ صفدی ص ۱۳

۲۸۔ قصہ ص ۵۲' الزنجانی ص ۹۰

۲۹۔ صفدی ص ۱۳' غانم ص ۵۳۸ بعد اور المنجد ص ۱۲۵ بعد۔ المورد ص ۱۲

۳۰۔ فضائلی ص ۱۳۷' الکردی ص ۹۵ نیز صفدی ص ۱۳
۳۱۔ لنگز (ا) ص ۲۰ بعد جہاں 1b اور اس کے بعد متعدد اندراجات میں یہ اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ نیز صفدی ص ۱۴
۳۲۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ابن درستویہ ص ۵۴ بعد' المحکم ص ۳۵ بعد' الکردی ص ۹۵۔ ۹۴' غانم ص ۵۵۶ بعد اور فضائلی ص ۱۳۷
۳۳۔ الخط العربی ص ۱۲' الکلاک ص ۵۲' بحوالہ الرافعی' فضائلی ص ۱۳۸' غانم ص ۵۷۱ بحوالہ البلوی۔ مؤخر الذکر مرجع میں اس ترتیب جدید کی نصر اور یحیی کی طرف نسبت کو محل نظر اور اسے حفنی ناصف کے ایک غیر مستند قول پر مبنی قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ اس ترتیب کے بعد از اسلام ظہور اور کم از کم الخلیل بن احمد کے زمانہ (اواخر قرن دوم) تک "معروف" ہونے کا اقرار بھی کیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے نفس المرجع (یعنی غانم) ص ۲۷۔ ۵۷۱
۳۴۔ اور اس تنوع پر ایک دلچسپ تبصرہ کے لئے دیکھئے الکردی ص ۹۵۔ ۹۴
۳۵۔ المحکم ص ۳۶' المصور ص ۳۳۵ و ۳۳۸
۳۶۔ غانم ص ۶۲۔ ۵۶۱۔ اور اس طرز تحریر کا نمونہ دیکھنے کے لئے دیکھئے لنگز (ا) پلیٹ نمبر ۱۱ و ۱۱۱ اور لنگز (اا) کی پلیٹ نمبر ۱' ۸۔ نیز آربری کی پلیٹ نمبر ۱۵ (مؤخر الذکر رنگ دار نہیں۔ تاہم دونوں قسم کے نقاط کا صاف پتہ چل جاتا ہے)
۳۷۔ المحکم (مقدمہ محقق) ص ۳۹ جہاں رنگ دار نمونہ بھی دیا گیا ہے۔
۳۸۔ الجبوری ص ۱۵۳' الکردی ص ۸۷۔ ۸۶' الزنجانی ص ۸۸ اور عبود ص ۴۰' المقنع ص ۱۳۰۔ اس کا نمونہ دیکھئے آربری پلیٹ نمبر ۱ (اول)
۳۹۔ دیکھئے حوالہ نمبر ۳۷ مذکورہ بالا۔ نیز دیکھئے یہی کتاب (المحکم) ص ۵۰ بعد اور الطراز ورق ۲۸ الف و ب' جہاں اس کو تشدید اہل مدینہ کہا گیا ہے۔
۴۰۔ الزنجانی ص ۹۰' المحکم ص ۸۴ بعد۔
۴۱۔ المنجد ص ۱۲۷۔ ۴۲۔ الزنجانی ص ۹۰
۴۳۔ مثلاً المحکم ص ۹ پر بعض مشاہیر نقّاط کا ذکر ہے اور اسی کتاب میں متعدد جگہ پر "نقاط اندلس"' "نقاط مدینہ" وغیرہ کا حوالہ موجود ہے۔
۴۴۔ مثلاً دیکھئے آربری پلیٹ نمبر ۱' لنگز (ا) پلیٹ نمبر ۲' ۱۳ اور لنگز (اا) پلیٹ نمبر ۱' ۲' ۳' ۴' ۵' ۶' ۷ اور ۸
۴۵۔ قصہ ص ۵۲' صفدی ص ۱۳' فضائلی ص ۱۳۸' الکردی ص ۹۱' غانم ص ۵۰۵ بعد۔
۴۶۔ الطراز ورق ۳/ب' ۴/الف۔ نیز اس "نابغۂ عصور" ہستی کے تعارف اور اس کے اصل

مراجع کے لئے دیکھئے الاعلام ج ۲ ص ۳۶۳ اور جرجی ج ۲ ص ۴۴ا حاشیہ شوقی ضیف ۷۴۔

۴۷۔ تفصیل کے لئے دیکھئے المحکم ۳۶۔۳۵ اور غانم ص ۵۵۵ بعد۔

۴۸۔ الطراز ورق ۵/ب، الکردی ص ۹۱

۴۹۔ قصہ ص ۵۳، عبود ص ۳۹ بعد۔ مجلۃ الکلیہ ص ۳۳۰، فضائلی ص ۳۹۔۳۸ اور غانم ص ۵۸۹ بعد۔

۵۰۔ المحکم ص ۶، عبود ص ۳۹ جہاں مصنفہ نے علامت روم و اشمام سے عدم واقفیت کا ذکر کیا ہے مگر غانم نے (ص ۵۰۸) سیبویہ تلمیذ الخلیل کے حوالے سے ان علامات کی صورت کا ذکر کیا ہے۔

۵۱۔ دیکھئے حوالہ نمبر ۴۹ مذکورہ بالا۔

سانحۂ کربلا
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت و عظمت کی صحیح تصویر

شہیدِ مظلوم
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب اور آپ کی مظلومانہ شہادت کے بیان پر جامع تالیف

■ یہود نے عہدِ صدیقی رضؓ میں جس سازش کا بیج بویا تھا، آتش پرستانِ فارس کے جوشِ انتقام نے اسے تناور درخت بنادیا۔
■ وہ آج بھی قاتلِ خلیفۂ ثانی ابولؤلؤ فیروز مجوسی کی قبر کو متبرک سمجھتے ہیں
■ علی مرتضیٰ رضؓ کی طرح حضرت حسین رضؓ بھی قاتلینِ عثمان رضؓ کی سازش کا شکار ہوتے
■ سیّد الشہداء کون ہیں اور شہیدِ مظلوم کون ہے؟ تاریخی حقائق کو سمجھنے کے لیے

امیر تنظیمِ اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد

کی دو۲ جامع اور مختصر مگر عام فہم اور محققانہ تاریخی کتابوں

کا مطالعہ کیجئے

تعمیرِ شخصیت اور فلاحِ انسانیت (۲)

سید توقیر حسین شاہ

فلاح انسانیت

اسلام فرد کی انفرادیت کو بنیاد قرار دیتا ہے اور اجتماعیت کو فرد ہی کی اصلاح و فلاح کا وسیلہ قرار دیتا ہے۔ سیرتِ طیبہ کے نقطۂ نظر سے فرد کی تربیت کا مقصد اس کی شخصیت کی ایسی متوازن تعمیر ہے جس سے نہ صرف یہ کہ وہ خود صالح بن سکے بلکہ انسانیت کی فلاح اور نشوونما کا باعث بھی ہو۔ نبی اکرم ﷺ چونکہ پوری انسانیت کے لئے مبعوث ہوئے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ﴾ (سبا: ۲۸)

"اور ہم نے آپ کو ساری انسانیت کے لئے بشارت دینے والا اور متنبہ کرنے والا بنا کر بھیجا"۔

لہٰذا نبی اکرم ﷺ کی سیرت ایسی بے مثال ہے جس میں نہ صرف ایک شخص کی متوازن تعمیر کے لئے بلکہ ساری انسانیت کی فلاح اور نشوونما کے لئے تعلیمات موجود ہیں۔ آپ نے انفرادی طور پر شخصیت کی تعمیر و تربیت کر کے اسے معاشرے کا فعال فرد بنا دیا جو کہ پوری کی پوری انسانیت کی فلاح کا باعث بنا۔ انبیاء کے ماسوا کوئی عنصر تاریخ میں ایسا دکھائی نہیں دیتا جو انسان کو ـــــ پورے کے پورے انسان کو، اجتماعی انسان کو ـــــ اندر سے بدل سکا ہو۔ حضور اکرم ﷺ کا کارنامہ یہ ہے کہ آپ کی دعوت نے پورے کے پورے انسان کو، اجتماعی انسان کو، اندر سے بدل دیا اور صبغۃ اللہ کا ایک ہی رنگ مسجد سے بازار تک، مدرسہ سے عدالت تک اور گھروں سے میدان جنگ تک چھا گیا۔ ذہن بدل گئے، خیالات کی رو بدل گئی، نگاہوں کا زاویہ بدل گیا، عادات و اطوار بدل گئے، رسوم و رواج بدل گئے اور انسانیت فلاح کے راستے پر گامزن ہو گئی۔[۳۲] انسانیت کی شاید سب سے بڑی بدنصیبی

یہ رہی ہے کہ جس کسی کو بھی بر سر اقتدار آنے کا موقع ملا' تلوار کے زور سے یا سازش کے بل بوتے پر (۳۳)، لیکن محسن انسانیت ﷺ نے جو انقلاب برپا کیا' اس کی روح تشدد کی روح نہ تھی' محبت و خیر خواہی کی روح تھی (۳۴)۔

اب ہم سیرت طیبہ اور اتباع رسول ﷺ کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ وہ کون سے پودے ہیں جو کہ انسانیت کی بستی میں لگا کر اس کی فضا کو پاکیزہ و معطر بنا کر فلاح انسانیت کا باعث بنایا جاتا ہے اور وہ کون سے جو ہر پارے ہیں جو انسانیت کی فلاح کے ضامن ہیں۔

مساوات : انسانیت کی فلاح کے لئے سب سے پہلا ضروری عنصر مساوات ہے۔ فلاح انسانیت کے لئے ضروری ہے کہ معاشرے میں بسنے والے ہر فرد کو' چاہے وہ کسی بھی گروہ سے تعلق رکھتا ہو' بحیثیت انسان یکساں عزت و اہمیت حاصل ہو۔

مساوات کی تعلیم دیتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے خطبہ **حجۃ الوداع** کے بین الاقوامی اعلامیہ میں جو منشورِ اعظم پائیدار طریقے سے پیش فرمایا وہ ایسے آفاقی اقدارِ اعلیٰ کی نشاندہی کرتا ہے جس کے تحت تمام تفریقات کو ختم کر کے پورے عالم میں اعلیٰ اقدارِ انسانی کا تسلط ہو گا اور دنیا بھر کی انسانی برادری ایک ہی آفاقی ہیئت اجتماعی کی تشکیل کر کے انسانیت کو ہر طرح کے غم و الم سے نجات دلا سکے گی۔ (۳۵) آپ کا فرمان ہے :

> "اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ سنو! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر' کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت نہیں' سوائے تقویٰ کے"۔ (۳۶)

عملی طور پر مساوات کا مظاہرہ ہمیں غزوۂ احزاب کے موقع پر نظر آتا ہے کہ جب تمام صحابہ رضی اللہ عنہم مدینہ کے چاروں طرف خندق کھود رہے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی بنفس نفیس مٹی ڈھو رہے تھے' یہاں تک کہ آپ کے جسم اطہر پر مٹی ہی مٹی نظر آ رہی تھی۔ (۳۷)

محبت و اخوت : اخوت کے معنی بھائی چارے اور برادری کے ہیں۔ سیرت نبویؐ سے حاصل ہونے والا دوسرا جو ہر پارہ جو باعث فلاح انسانیت ہے وہ جذبۂ محبت و اخوت ہے۔ اسی جذبہ کی بدولت انسانوں کا آپس میں پیار و محبت کا رشتہ قائم ہوتا ہے اور ایک انسان

دوسرے انسان کے دُکھ سکھ میں شریک رہتا ہے اور لوگوں کے درمیان ایک دوسرے کی مدد کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ بعثت سے قبل عرب ایک دوسرے سے جنگ و جدل میں مصروف رہتے اور معاشرہ بدامنی کا شکار تھا لیکن نبی اکرم ﷺ نے بعثت کے بعد اسی معاشرہ کو مثالی بنادیا اور انسانیت کو اس کی معراج پر پہنچادیا اور فلاح انسانیت کے حصول کے لئے لوگوں کی آپس کی دشمنی و عداوت کو محبت و اخوت میں بدل دیا اور انسانیت کو ترقی و فلاح کے راستے پر گامزن کردیا۔ اخوت کا درس دیتے ہوئے آپؐ نے فرمایا :

"بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ نہ چھپ کر دوسروں کی باتیں سنو نہ جاسوسی کرو۔ نہ دوسرے کے سودے پر دھوکہ دینے کے لئے قیمت بڑھا کر لگاؤ۔ نہ آپس میں حسد کرو۔ نہ باہم بغض رکھو۔ نہ آپس میں بول چال بند کرو اور سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ"۔ (۳۸)

چنانچہ اس حدیث مبارکہ میں محبت و اخوت کی تلقین کے ساتھ ساتھ اخوت اور فلاح انسانیت کے لئے باعث نقصان رذائل اخلاق 'بدگمانی' تجسس' جاسوسی' تناجش' حسد اور قطع کلامی و بغض کی بھی سختی کے ساتھ ممانعت کردی۔

<u>جذبۂ رحم دلی</u> : جذبۂ رحم دلی فلاح انسانیت کے حصول کے لئے اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس جذبہ کی کارفرمائی سے انسانیت کا آپس میں پیار اور محبت کا رشتہ قائم ہوتا ہے جو فلاح انسانیت کا باعث بنتا ہے۔ قوم کی ہمدردی' محبت اور اعانت کا جذبہ اسی اخلاقی وصف سے پیدا ہوتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اخلاقی وصف یہ قرار دیا ہے کہ ﴿ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ﴾ "وہ لوگ آپس میں رحمدل ہیں"۔ (الفتح : ۲۹) اس کی اہمیت اور تعلیم کے پیش نظر خدا کی رحمت کو بندے کی رحمدلی سے مشروط کرتے ہوئے فرمایا :

"جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا"۔ (۳۹)

خود نبی کریم ﷺ جذبۂ رحم دلی کا مجسمہ تھے۔ انسان ہو یا غیر انسان' چھوٹا ہو یا بڑا' آقا ہو یا غلام' مسلم ہو یا غیر مسلم' سب کے لئے آپؐ کی رحمت کے دروازے کھلے تھے کیونکہ آپؐ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا اور کسی خاص وقت' علاقے یا قوم کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا کے لئے۔ ارشادِ ربانی ہے :

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ (الانبیاء : ۱۰۷)

''اور ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا''۔

نبی اکرم ﷺ کی پوری زندگی اظہارِ رحمت سے بھری پڑی ہے جس کا احاطہ ان چند اوراق میں ناممکن ہے۔

ایثار : ایثار کا مطلب ہے دوسروں کی ضرورتوں کو اپنی ضرورتوں پر مقدم رکھا جائے۔ یہ ایک ایسا اخلاقی وصف ہے جو ایک شخص کے دل میں دوسرے شخص کی محبت اور مقام و مرتبہ پیدا کرتا ہے اور کوئی شخص اپنی ضرورت کو پس پشت ڈال کر اپنے بھائی کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ چنانچہ جب کسی معاشرہ میں بسنے والے افراد کے دلوں میں ایثار کا جذبہ پیدا ہو جائے تو وہ معاشرہ فلاح انسانیت کا ضامن بن جاتا ہے۔ آپؐ کی تعلیمات کا اثر تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہروقت ایثار کے لئے تیار رہتے۔ ایک دفعہ ایک بھوکا آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ کاشانۂ نبوی میں اس وقت پانی کے سوا کچھ نہ تھا اس لئے آپؐ نے فرمایا جو شخص آج کی رات اس کو اپنا مہمان بنائے گا خدا تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا۔ یہ سعادت ایک انصاری کو حاصل ہوئی اور وہ اس کو اپنے گھر لے گئے اور بیوی سے پوچھا کہ گھر میں کچھ ہے؟ بولیں : صرف بچوں کا کھانا۔ بولے : بچوں کو سلا دو اور چراغ بجھا دو' ہم دونوں رات بھر بھوکے رہیں گے' البتہ مہمان پر ظاہر کریں گے کہ کھا رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا : خدا تعالیٰ تمہارے حسن سلوک سے بہت متاثر ہوا۔[۴۰]

عفو و درگزر : فلاح انسانیت کے لئے سیرت طیبہ سے حاصل ہونے والا ایک اور سنہری اصول عفو و درگزر ہے۔ اخلاق کی سب سے بھاری تعلیم جو نفوس پر شاق گزرتی ہے وہ عفو و درگزر ہی ہے۔ لہٰذا اپنے نفس کی منفی قوت کو دبا کر دوسرے انسان کو' چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب' قبیلے' ذات یا خاندان سے ہو' معاف کر دینا ہی معراج انسانیت اور باعث فلاح انسانیت ہے۔ جب کسی معاشرہ میں بسنے والے افراد کے دلوں میں عفو و درگزر کا جذبہ پیدا ہو جائے تو وہ معاشرہ فلاح انسانیت کا ضامن بن جاتا ہے۔ ایک حدیث

میں ہے :

"ایک شخص نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا : میں اپنے خادم کا قصور کتنا معاف کروں؟ آپؐ چپ رہے۔ اس نے پھر پوچھا تو فرمایا : ہر روز ستر دفعہ"۔ (۴۱)

فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے اپنے تمام دشمنوں کو یہ کہہ کر معاف کر دیا :

"آج تم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے جاؤ تم سب آزاد ہو"۔ (۴۲)

چنانچہ آپؐ کے حسن سلوک اور عفو و درگزر کی شان دیکھ کر وہ سب مسلمان ہو گئے اور معاشرے کے بامقصد شہری بن گئے۔

عدل و انصاف : کسی بوجھ کو دو برابر حصوں میں اس طرح بانٹ دیا جائے کہ ان دو میں سے کسی ایک میں ذرا بھی کمی بیشی نہ ہو تو اس کو عربی میں عدل کہتے ہیں۔ (۴۳) سیرت طیبہ سے حاصل ہونے والا یہ سنہری اصول اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کی دشمنی کے باوجود بھی عدل کو قائم کرنے کا حکم دیا۔ ارشادِ ربانی ہے :

﴿ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ﴾ (المائدۃ : ۸)

"اور کسی جماعت کی دشمنی تمہیں اس پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل ہی نہ کرو۔ عدل کرتے رہو کہ وہ تقویٰ سے بہت قریب ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرتی انصاف اور عدل اجتماعی کا جو عملی نمونہ دنیا والوں کے سامنے پیش فرمایا، رنگ و نسل، فرقے، برادری اور گروہوں کی تفریقات کا شکار آج کا انسان اس سے رہنمائی حاصل کر کے نفرتوں اور راذیتوں سے نجات حاصل کر سکتا ہے۔ (۴۴)

حدیث شریف میں ہے :

"ایک دفعہ ایک عورت نے، جو خاندان مخزوم سے تھی، چوری کی۔ قریش کی عزت کی وجہ سے لوگ چاہتے تھے کہ سزا سے بچ جائے اور معاملہ دب جائے۔ حضرت اسامہ بن زید ؓ رسول اللہ ﷺ کے محبوب خاص تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ سفارش کیجئے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے معافی کی درخواست

کی۔ آپ نے غصہ ہو کر فرمایا کہ بنی اسرائیل اسی وجہ سے تباہ ہوئے کہ وہ غرباء پر حد جاری کرتے اور امراء سے درگزر کرتے"۔ (۴۵)

اس کے علاوہ خشیت الٰہی، حسن خلق، جود و سخا، تواضع، مہمان نوازی، شرم و حیا، عزم و استقلال، ایفائے عہد اور زہد و قناعت ایسے اخلاقی پہلو ہیں جو کسی شخص کی متوازن تعمیر کر کے اسے فلاح انسانیت کا باعث بننے میں مدد دیتے ہیں۔

مصادر و مراجع

۱) الجامع الصحیح (مترجم)، محمد بن اسماعیل بخاری، ترجمہ: ظہور الباری الاعظمی، دار الاشاعت کراچی، ۱۹۸۵ء

۲) الجامع الصحیح (مترجم)، مسلم بن الحجاج، ترجمہ: مولانا وحید الزمان، نعمانی کتب خانہ لاہور، ۱۹۸۱ء

۳) الجامع الصحیح (مترجم) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، ترجمہ: حافظ حامد الرحمٰن، محمد سعید اینڈ سنز کراچی، ۱۹۶۸ء

۴) سنن ابی داؤد (مترجم) ابو داؤد سلیمان بن الاشعث، ترجمہ: مولانا وحید الزمان، اسلامی اکادمی لاہور، ۱۹۸۳ء

۵) سنن ابن ماجہ (مترجم) ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، ترجمہ: مولانا وحید الزمان، اسلامی اکادمی لاہور، ۱۹۸۵ء

۶) سنن النسائی (مترجم) ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی، ترجمہ: مولانا وحید الزمان، اسلامی اکادمی لاہور، ۱۹۵۸ء

۷) کنز العمال علامہ علاء الدین علی المتقی، موسسۃ الرسالہ بیروت، ۱۹۷۹ء

۸) اسلام اور تعمیر شخصیت، میاں عبدالرشید، ادارۂ ثقافت اسلامیہ پاکستان

۹) اسلام کا نظام تربیت، محمد قطب، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور، ۱۹۸۶ء

۱۰) سیرت مجمع کمالات، پروفیسر محمد عبدالجبار، ادارہ تعلیمات سیرت، علامہ اقبال کالونی سیالکوٹ

۱۱) سیرت النبی، مولانا شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، دینی کتب خانہ، لاہور، ۱۹۷۵ء

۱۲) محسن انسانیت، نعیم صدیقی، اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور، ۱۹۹۰ء

۱۳) سیرت النبی (ترجمہ) ابن ہشام، شیخ غلام اینڈ سنز لاہور، ۱۹۶۸ء

حواشی

۱) اسلام اور تعمیر شخصیت، ص ۱۳
۲) اسلام اور تعمیر شخصیت، ص ۱۷
۳) سنن ابو داؤد، باب صلوٰۃ اللیل
۴) اسلام اور تعمیر شخصیت، ص ۵
۵) اسلام اور تعمیر شخصیت، ص ۱۳
۶) اسلام اور تعمیر شخصیت، ص ۱۴
۷) اسلام اور تعمیر شخصیت، ص ۱۳
۸) اسلام اور تعمیر شخصیت، ص ۱۵
۹) اسلام اور تعمیر شخصیت، ص ۱۰
۱۰) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب ۵۵۴
۱۱) صحیح بخاری، کتاب الاضاحی، باب من قال الاضحیٰ یوم النحر
۱۲) اسلام کا نظام تربیت، ص ۱۷۹
۱۳) اسلام کا نظام تربیت، ص ۱۷۹
۱۴) صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب فضل الصوم
۱۵) صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب البیعہ علی ایتاء الزکوٰۃ
۱۶) کنز العمال، باب ۱۰۸۴
۱۷) صحیح بخاری، کتاب الوحی، باب کیف کان بدء الوحی
۱۸) سیرت النبی، ج ۲، مطبوعہ ۱۹۲۰ء
۱۹) سیرت النبی ج ۲، مطبوعہ ۱۹۲۰ء
۲۰) سیرت النبی، جلد ششم، ص ۴۹۸
۲۱) صحیح بخاری، کتاب الفضائل، باب مالقی النبی و اصحابہ من المشرکین بمکۃ
۲۲) سیرت النبی، ج ۱، ص ۲۱۹، الرحیق المختوم ص ۱۶۹، تفصیل سیرت ابن ہشام ص ۸۹
۲۳) ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب تلقین السارق۔ سنن نسائی، کتاب قطع الید باب تلقین السارق
۲۴) ترمذی شریف، جلد دوم، ابواب صفۃ القیامۃ، معارف الحدیث، جلد دوم، کتاب الزہد
۲۵) کنز العمال
۲۶) سیرت النبی، جلد ششم، ص ۴۴۱
۲۷) ترمذی شریف، ابواب البر و الصلۃ، باب ماجاء فی کثرۃ الغضب
۲۸) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قتل حمزہ رضی اللہ عنہ
۲۹) صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب الجنۃ تحت بارقۃ السیوف۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب کراھۃ تمنی لقاء العدو
۳۰) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب یوم حنین
۳۱) صحیح بخاری، کتاب الادب
۳۲) محسن انسانیت، ص ۲۲

۳۳) محسن انسانیت 'ص ۴۴ ۳۴) محسن انسانیت 'ص ۴۵

۳۵) سیرت مجمع کمالات 'ص ۳۱۱

۳۶) مسند احمد بحوالہ سیرۃ النبی جلد دوم 'ص ۱۵۵ 'مطبوعہ ۱۹۳۰ء

۳۷) صحیح بخاری 'کتاب المغازی 'غزوۂ احزاب

۳۸) صحیح بخاری 'کتاب الادب 'باب یایھاالذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن

۳۹) صحیح بخاری 'کتاب الادب 'باب رحمۃالولدو تقبیلہ و معانقتہ

۴۰) صحیح مسلم 'کتاب الاشربہ 'باب اکرام الضیف

۴۱) ترمذی شریف 'ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی العفو عن الخادم

۴۲) کنزالعمال 'جلد اول 'سیرت ابن ہشام 'جلد دوم 'ص ۴۸۹

۴۳) المفردات 'بحوالہ سیرت النبی جلد ششم ص ۳۹۷

۴۴) سیرت مجمع کمالات 'ص ۳۱۰ ۴۵) صحیح بخاری 'کتاب الحدود

ڈاکٹر اسرار احمد کی مختصر لیکن نہایت مؤثر تالیف

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

ہمارے تعلق کی بنیادیں

کا خود بھی مطالعہ کیجئے اور اس کو پھیلا کر تعاون علی البر کی سعادت حاصل کیجئے